احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

خطبہ نمبر 2

بدھ 15 جنوری 2014ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

بدھ 15 جنوری 2014ء 13 ربیع الاول 1435 ہجری 15 صلح 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 12

ظلم اور گمراہی سے بچنے کی دعا

حضرت ام سلمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے نکلتے تو یہ دعا کرتے اللہ کے نام کے ساتھ میں نے اللہ پر توکل کیا ہے۔ اے میرے اللہ میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں یا میں پھسلوں یا پھسلایا جاؤں یا میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا میں (کسی پر) جہالت کروں یا مجھ پر جہالت کی جائے۔

(ریاض الصالحین باب فی الیقین والتوکل حدیث :82)

عملی اصلاح کے بارہ میں سلسلہ خطبات جاری ہے۔ قوت ارادی، قوت علمی اور عملی بڑھانے کی تلقین

عمل ایمان کا زیور ہے، اگر انسان کی عملی حالت درست نہیں تو ایمان بھی نصیب نہیں

عملی حالتوں کی درستگی کے لئے بہت محنت اور مسلسل نظر رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہر احمدی اپنے مقصد کو پورا کر سکے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جنوری 2014ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 10 جنوری 2014ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے یہ خطبہ بھی گزشتہ خطبات کے ضمن میں عملی اصلاح کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کے لئے عمل کی راہ میں حائل رکاوٹوں کی نشاندہی اور ان کے تدارک پر دیا۔ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کی بعثت کا مقصد عقائد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ بندے کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنا، حقوق العباد کی ادائیگی پر کاربند کرنا اور اعمال کی اصلاح کرنا بھی ہے۔ فرمایا کہ نیک اعمال سے ہی اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق ادا ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ اپنے ایمانوں کا وزن کرو، عمل ایمان کا زیور ہے۔ اگر انسان کی عملی حالت درست نہیں تو ایمان بھی نصیب نہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہمارے غالب آنے کا بہت بڑا ہتھیار ایک عملی اصلاح بھی ہے۔ ہماری اپنی اصلاح سے ہی ہمارے اندر وہ قوت پیدا ہو گی جس سے دوسروں کی اصلاح ہم کر سکیں گے۔ لیکن اگر ہمارے اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہے تو دنیا کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہماری باتیں سنیں۔ پس ہمیں اپنی عملی قوتوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ حضور انور نے ٹی وی اور انٹرنیٹ کے ذریعہ پھیلنے والی برائیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک احمدی گھر کو ان برائیوں سے بالکل پاک ہونا چاہئے اور اس پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ عملی اصلاح کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔ قوت ارادی، صحیح اور پورا علم اور قوت عملی۔ قوت ارادی اور قوت عملی یہ چیزیں عملی اصلاح پر اثر انداز ہوتی ہیں اس لئے ہمیں قوت ارادی کو زیادہ مضبوط کرنے کی اور قوت عملی کے نقص کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر اصلاح نہیں ہو سکتی۔ فرمایا کہ ہمیں اپنی عملی اصلاح کے لئے یہ دیکھنا ہو گا کہ ہمارے نیکی کے ارادے دماغ کے اس حصے پر کیوں اثر نہیں کرتے جس پر اثر ہونے کے نتیجے میں عملی اصلاح شروع ہو جاتی ہے، ان روکوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پھر یہ دیکھنا ہو گا کہ ہماری عبودیت کے معیار کیا ہیں، ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ ہماری عملی کوشش میں نیک نیتی اور اخلاص و وفا کتنا ہے۔ پس ہماری عملی اصلاح کی راہ میں حائل رکاوٹوں میں ایک قوت ارادی میں کمزوری، دوسری قوت عملی میں کمزوری اور تیسری علمی کمزوری ہے۔ فرمایا کہ ارادہ بھی اور عمل بھی علم کے مطابق چلتا ہے۔ اس لئے اپنے علم کو وسیع کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اس کے مطابق صحیح طاقت کا استعمال کر کے اپنی عملی کمزوریوں پر غالب آیا جا سکے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہاں مغربی ممالک میں آ کر اسائیلم کرنے والوں میں سے اکثریت کے ذہن میں یہ بات راسخ ہو گئی ہے کہ جھوٹی کہانی بنائے بغیر ہمارے کیس پاس نہیں ہوں گے۔ حالانکہ میں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ اگر مختصر اور صحیح بات کی جائے تو کیس جلدی پاس ہو جاتے ہیں۔ پس سچائی پر قائم رہنا چاہئے اور پھر خدا تعالیٰ پر توکل بھی کرنا چاہئے۔ یہ جھوٹی کہانیاں بچوں کے ذہنوں پر برا اثر ڈالتی ہیں اور وہ بھی سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ جھوٹ کے بغیر کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس خلاصہ کلام یہ کہ عملی اصلاح کے لئے ہمیں تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ پہلے قوت ارادی کی کہ وہ بڑے بڑے کام کرنے کی اہل ہو، دوسری علم کی زیادتی تا کہ ہماری قوت ارادی اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتی رہے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے اور تیسری قوت عملیہ کی تا کہ ہمارے اعضاء ہمارے نیک ارادے کے تابع چلیں۔ فرمایا کہ یہ باتیں گناہوں سے نکالنے اور اعمال کی اصلاح کا بنیادی ذریعہ ہیں۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوت خرچ کرنا یہی ایمان کا طریق ہے۔ پھر فرمایا کہ تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایسی چمک ہو کہ دوسرے اس کو قبول کر لیں۔ جب تک تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں کسی مقام تک نہیں پہنچ سکو گے۔ حضور انور نے فرمایا کہ پس عملی حالتوں کی درستگی کے لئے بہت محنت اور مسلسل نظر رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہر احمدی اپنے احمدی ہونے کے مقصد کو پورا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور انور نے آخر پر مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم اے کلکتہ انڈیا حال مقیم قادیان کی وفات پر مرحوم کی جماعتی خدمات کا تذکرہ اور ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا بھی اعلان فرمایا۔

قرآن شریف دل کو منور کرتا ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کے دل کو منور کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتی ہے۔ وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے اور علوم غیب عطا فرماتا ہے اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 308)

(نظارت تعلیم القرآن صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

ضرورت ٹیچر

نظارت تعلیم کے ادارہ نصرت جہاں اکیڈمی گرلز میں انگلش، فزکس اور میتھ کے لئے ٹیچرز کی آسامیاں خالی ہیں۔ خدمت کا شوق رکھنے والی ایماندار اور محنتی ٹیچرز کی ضرورت ہے۔ جن کی تعلیمی قابلیت کم از کم B.A انگلش لٹریچر اور بی ایس سی، ایم ایس سی ہونا ضروری ہے۔ خواہشمند خواتین اپنی درخواستیں بنام پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سیکشن ربوہ مصدقہ از صدر محلّہ اپنی اسناد کی نقول جلد از جلد ادارہ ہٰذا میں جمع کروا دیں۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی گرلز ربوہ)

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

خطبہ جمعہ

عبادت کا حق صرف نمازیں پڑھنے سے ادا نہیں ہوتا۔ اگر خدا تعالیٰ کے باقی احکامات کی ادائیگی سامنے رکھتے ہوئے اُن پر عمل نہ ہو تو نمازیں بھی کوئی فائدہ نہیں دیتیں۔ مثلاً اگر انسان کے ہر معاملے میں سچائی نہیں تو عبادت کرنا اور بیت میں آ کر نمازیں پڑھنا، عبادت کرنے والوں میں شمار نہیں کروائے گا۔ اسی طرح کینہ ہے، حسد ہے، بُغض ہے اور بہت سی برائیاں ہیں، یہ عبادت کی روح کو ختم کر دیتی ہیں

اعتقادی رنگ میں ہم نے دنیا پر اپنا سکہ جمالیا ہے مگر عملی رنگ میں دین حق کا سکہ جمانے کی ابھی ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر مخالفوں پر حقیقی اثر نہیں ہو سکتا۔ اس کی ایک موٹی مثال سچائی ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جسے دشمن بھی محسوس کرتا ہے دل کا اخلاص اور ایمان دشمن کو نظر نہیں آتا مگر سچائی کو وہ دیکھ سکتا ہے

حضرت مصلح موعود کے فرمودہ ایک خطبہ جمعہ کے حوالہ سے سچائی اور دیگر اخلاق کو مضبوطی سے اپنانے کی تاکیدی نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29 نومبر 2013ء بمطابق 29 نبوت 1392 ہجری شمسی بمقام بیت الفتوح۔ لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

حضرت مسیح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی معرفت اور قرب حاصل کرے۔ (۔) (الذاریات: 57) جو اِس اصل غرض کو مدِّ نظر نہیں رکھتا اور رات دن دنیا کے حصول کی فکر میں ڈوبا ہوا ہے کہ فلاں زمین خرید لوں، فلاں مکان بنالوں، فلاں جائیداد پر قبضہ ہو جاوے تو ایسے شخص سے سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کچھ دن مہلت دے کر واپس بلا لے اور کیا سلوک کیا جاوے۔ انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہئے جس کی وجہ سے اُس کے نزدیک وہ ایک قابلِ قدر شئے ہو جائے گا۔ اگر یہ درد اُس کے دل میں نہیں ہے اور صرف دنیا اور اُس کے مافیہا کا ہی درد ہے تو آخر تھوڑی سی مہلت پا کر وہ ہلاک ہو جائے گا۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 222۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا: ''افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگ جو دنیا میں آتے ہیں، بالغ ہونے کے بعد بجائے اس کے کہ اپنے فرض کو سمجھیں اور اپنی زندگی کی غرض اور غایت کو مدّ نظر رکھیں، وہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دنیا کی طرف ہو جاتے ہیں اور دنیا کا مال اور اس کی عزتوں کے ایسے دلدادہ ہوتے ہیں کہ خدا کا حصہ بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے اور بہت لوگوں کے دل میں تو ہوتا ہی نہیں۔ وہ دنیا ہی میں منہمک اور فنا ہو جاتے ہیں۔ اُنہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ خدا بھی کوئی ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 137۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وسعت ہے، یہ معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے جو فرمایا کہ (۔) (الذاریات: 57) کہ ہر معاملے میں خدا تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھنا ہی اصل عبادت ہے اور اصل عبادت وہ ہے جس میں خدا تعالیٰ کے احکامات سامنے ہوں۔ دنیا بھی کمانی ہے تو خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصول کے ساتھ، نہ یہ کہ ہر وقت دنیا کا حصول ہی پیشِ نظر رہے اور پھر اس کے لئے غلط ہتھکنڈے سچ، جھوٹ، دھوکہ، فریب سے جس طرح بھی ہو کام لیا جائے اور خدا تعالیٰ کو بالکل بھلا دیا جائے۔ عبادت کا حق صرف نمازیں پڑھنے سے ادا نہیں ہوتا۔ گزشتہ خطبہ میں مَیں نے اس پر روشنی ڈالی تھی کہ اگر خدا تعالیٰ کے باقی احکامات کی ادائیگی سامنے رکھتے ہوئے اُن پر عمل نہ ہو تو نمازیں بھی کوئی فائدہ نہیں دیتیں۔ مثلاً اگر انسان کے ہر معاملے میں سچائی نہیں تو عبادت کرنا اور (بیت) میں آ کر نمازیں پڑھنا، عبادت کرنے والوں میں شمار نہیں کروائے گا۔ اسی طرح کینہ ہے، حسد ہے، بُغض ہے اور بہت سی برائیاں ہیں۔ یہ عبادت کی روح کو ختم کر دیتی ہیں۔

پس ایک حقیقی عابد اُسی وقت عابد کہلا سکتا ہے جب ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی رضا مدّ نظر ہو اور اپنے دنیاوی فوائد کوئی حیثیت نہ رکھتے ہوں۔ اس مضمون کو مَیں اکثر بیان کر کے توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ آج اس مضمون کو حضرت مصلح موعود کے خطبہ سے استفادہ کرتے ہوئے آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعود کا طریق تھا کہ واقعات کے ساتھ مضمون کو بیان فرمایا کرتے تھے کہ ان سے بعض پہلوؤں کی عملی شکل ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ بہرحال خاص طور پر واقعات مَیں بھی وہی بیان کروں گا۔ شاید مختصر ہو جائیں۔

اس سے پہلے کہ میں اس مضمون کو آگے چلاؤں، حضرت مصلح موعود کے مقام کے بارے میں اُن کا ایک ارشاد بھی آپ کے سامنے رکھوں گا تا کہ نئی نسل اور آنے والوں کے علم میں اس لحاظ سے بھی اضافہ ہو۔ 1936ء کی شوریٰ کے موقع پر آپ نے فرمایا کہ:

''ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کرواتا ہے اور پھر اُسے قبول کر لیتا ہے مگر یہ ویسی خلافت نہیں''، (یعنی اُن کی) ''یعنی میں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اول کی وفات کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا، بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اول کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اُسے رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے، اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفہ بھی روز روز نہیں آتے۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت 1936ء صفحہ 17 بحوالہ سوانح فضل عمر۔ جلد 4 صفحہ 508۔ ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

پس آپ کا وجود اپنی ذات میں بھی حضرت مسیح موعود کی صداقت کی ایک دلیل بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علم و عرفان عطا فرمایا تھا، اُس کی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودم کو پہلے خبر دی تھی۔ اس لحاظ سے افرادِ جماعت کو آپ کے اُس علم و عرفان سے ذاتی مطالعہ کر کے بھی فائدہ اُٹھانا چاہئے اور کیونکہ لٹریچر ہر زبان میں میسر نہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ مختلف وقتوں میں بیان بھی ہوتا رہنا چاہئے۔ اس لئے میں مختلف حوالوں سے بعض دفعہ حضرت مصلح موعود کا بیان کرتا رہتا ہوں اور چند مہینے پہلے مَیں نے تقریباً ایک مکمل خطبہ بھی اس پر دیا تھا یا کچھ تھوڑا سا خلاصہ بیان کر کے دیا تھا۔ آج پھر اُسی طرز پر میں خلاصۃً یا بعض باتیں اُسی طرح بیان کروں گا۔

(۔) (الذاریات: 57) یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے یا اپنا عبد بنانے کے لئے پیدا کیا ہے، کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ: یہ وہ اعلیٰ مقصد ہے جس کے لئے انسان کی پیدائش ہوئی، لیکن بڑے بڑے فلاسفر اور تعلیم یافتہ طبقہ یہ سوال کرتا ہے کہ کیا انسان کی پیدائش کے مقصد میں کامیابی ہوئی ہے اور کیا خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان سے وہ کام لے لیا ہے جسے مدّ نظر رکھتے ہوئے اُس نے انسان کو پیدا کیا تھا؟ وہ سوال کرتے ہیں کہ کیا واقعہ میں انسان اس مقصد کو پورا کر رہا ہے؟ اور کیا واقعہ میں اس نے اس قسم کی ترقی کی ہے کہ خدا تعالیٰ کا عبد کہلانے کا مستحق ہو۔ تو فرمایا کہ اس کا جواب یہ ہے کہ 'نہیں'۔ اس لئے وہ سوال کرتے ہیں کہ اگر انسان کو کوئی پیدا کرنے والا ہے تو کیوں اُسے اس مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے انبیاء اس سوال کا جواب دینے کے لئے آتے ہیں۔ اور نیکی کی ایسی رَو چلاتے ہیں جسے دیکھ کر دشمن کو بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ مقصد پورا ہو گیا ہے۔ اس دن کی آمد کے لئے اگر ہزار دن بھی انتظار کرنا پڑے تو گراں نہیں گزرتا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی انبیاء کے زمانے کو لیلۃ القدر قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ (۔) (القدر: 4)۔ یعنی وہ ایک رات ہزار مہینوں سے اچھی ہے۔ گویا ایک صدی کے انسان بھی اس ایک رات کے لئے قربان کر دیئے جائیں تو یہ قربانی کم ہو گی بمقابلہ اُس نعمت کے جو انبیاء کے ذریعہ دنیا کو حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا: اس سال مَیں نے کچھ خطبات عملی اصلاح کے لئے دیئے تھے۔ یہ 1936ء کی بات ہے۔ آپ نے اس عرصے میں کچھ خطبات دیئے تھے۔ اُس میں توجہ دلائی تھی کہ وہ عظیم الشان مقصد جس کے لئے حضرت مسیح موعود کی بعثت ہوئی اُسے پورا کرنے کے لئے ہمیں بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اور یہ صرف اُس زمانے کی بات نہیں تھی، یہ ایک جاری سلسلہ ہے اور آج بھی اور آئندہ بھی اس کی ضرورت ہے اور ہوتی رہے گی۔ فرمایا کہ اعتقادی رنگ میں ہم نے دنیا پر اپنا سکہ جما لیا ہے مگر عملی رنگ میں (دین حق) کا سکہ جمانے کی ابھی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر مخالفوں پر حقیقی اثر نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ نے مثال دی ہے کہ موٹی مثال عملی رنگ میں سچائی کی ہے۔ یعنی ایک مثال میں سچائی کی دیتا ہوں۔ اس کو اگر ہم عملی رنگ میں دیکھیں تو کس طرح ہے؟ فرمایا کہ یہ ایسی چیز ہے جسے دشمن بھی محسوس کرتا ہے۔ دل کا اخلاص اور ایمان دشمن کو نظر نہیں آتا مگر سچائی کو وہ دیکھ سکتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ سچائی بہت زیادہ اثر ڈالتی ہے۔ اُس زمانے میں بھی حضرت مصلح موعود کو فکر ہوتا تھا اور اب اس زمانے میں بھی مجھے بعض غیروں کے خط آتے ہیں جن میں احمدیوں کا سچائی کا جو پراسیس ہوتا ہے اُس کا ذکر کیا ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے وہ جماعت کی تعریف کرتے ہیں۔ اور جن احمدیوں سے اُنہیں دھوکہ اور جھوٹ کا واسطہ پڑا ہو تو پھر وہ یہی لکھتے ہیں کہ ہم نے جماعت کی نیک نامی کی وجہ سے اعتبار کر لیا لیکن آپ کے فلاں فلاں فردِ جماعت نے ہمیں اس طرح دھوکہ دیا ہے۔

پس ایسا دھوکہ دینے والے جو بظاہر تو اپنے ذاتی معاملات میں یہ کہتے ہیں کہ ہماری اپنی dealing ہے، بزنس ہے، کاروبار ہے جو ہم کر رہے ہیں، جماعت کا اس سے کیا واسطہ؟ لیکن آخر کار وہ جماعت پر بھی حرف لانے کا مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ جماعت کو بدنام کرنے کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود نے حضرت مسیح موعود کا دعوے سے پہلے کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ خاندانی جائیداد کے متعلق ایک مقدمہ تھا۔ اور جگہ بتائی کہ اس مکان کے چبوترے کے سامنے ایک تھڑا بنا ہوا تھا، جہاں خلافتِ ثانیہ میں صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر ہوا کرتے تھے، اب تو قادیان میں کچھ تبدیلیاں ہو گئی ہیں، دفاتر وہاں سے چلے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اس چبوترے کی زمین دراصل ہمارے خاندان کی تھی، مگر اس پر دیرینہ قبضہ اُس گھر کے مالکوں کا تھا جن کا ساتھ ہی گھر تھا۔ حضرت مسیح موعود کے بڑے بھائی نے اسے حاصل کرنے کے لئے مقدمہ چلایا اور جیسا کہ دنیا داروں کا طریق ہے، ایسے مقدموں میں جھوٹی سچی گواہیاں مہیا کرتے ہیں تا کہ جس کو وہ حق سمجھتے ہیں وہ اُنہیں مل جائے۔ آپ کے بڑے بھائی نے بھی ایسا ہی کیا اور گواہیاں بہت ساری لے کر آئے۔

گھر کے مالکوں نے کہا ہمیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے، ان کے چھوٹے بھائی کو بلا کر گواہی لی جائے اور جو وہ کہہ دیں ہمیں منظور ہو گا۔ یعنی حضرت مسیح موعود کے بارے میں کہا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کو عدالت میں بلایا گیا اور آپ سے پوچھا گیا کہ کیا ان لوگوں کو اس راستے سے آتے جاتے اور یہاں بیٹھے آپ عرصے سے دیکھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہاں مَیں دیکھ رہا ہوں۔ عدالت نے مخالف فریق کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ آپ کے بھائی آپ پر سخت ناراض ہوئے مگر آپ نے فرمایا کہ جب واقعہ یہ ہے تو میں کیسے انکار کروں۔

اسی طرح آپ کے خلاف ایک مقدمہ چلا کہ آپ نے ڈاکخانے کو دھوکہ دیا ہے۔ یہ قانون تھا کہ اگر کوئی شخص کسی پیکٹ میں، پارسل میں کوئی خط ڈال دے، چٹھی ڈال دے تو خیال کیا جاتا تھا کہ اُس نے ڈاکخانہ کو دھوکہ دیا ہے اور پیسے بچائے ہیں۔ اور یہ ایک فوجداری جرم تھا جس کی سزا قید کی صورت میں دی جا سکتی تھی۔ آپ نے ایک پیکٹ میں یہ مضمون پریس کی اشاعت کے لئے بھیجا تھا اور اس میں ایک خط بھی ڈال دیا تھا جو اُس اشتہار یا مضمون کے متعلق ہی تھا، کچھ ہدایات تھیں اور اسے آپ اُس کا حصہ ہی سمجھتے تھے، نقصان پہنچانا مقصد نہیں تھا۔ پریس کے مالک نے جو غالباً عیسائی تھے، یہ رپورٹ کر دی۔ آپ پر مقدمہ چلایا گیا۔ وکیل نے کہا کہ مقدمہ کرنے والوں کی مخالفت تو واضح ہے اور گواہیوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ آپ انکار کر دیں کہ میں نے نہیں ڈالا تو کچھ نہیں ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ جو میں نے بات کی ہے، اُس کا انکار کیسے کر سکتا ہوں۔ چنانچہ جب عدالت میں پیش ہوئے اور عدالت نے پوچھا آپ نے کوئی ایسا مضمون ڈالا تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ڈالا تھا لیکن کسی دھوکے کے لئے نہیں بلکہ خط کو مضمون کا حصہ ہی سمجھا تھا۔ اس سچائی کا عدالت پر اتنا اثر ہوا کہ اُس نے کہا کہ ایک اصطلاحی جرم کے لئے ایک سچے اور راستباز شخص کو سزا نہیں دی جا سکتی اور بَری کر دیا۔

پھر آپ لکھتے ہیں کہ اسی طرح کئی واقعات، مقدمات میں آپ کو پیش آتے رہے جن کی وجہ سے اُن وکلاء کے دلوں میں جن کا ان مقدمات سے تعلق رہا کرتا تھا، آپ کی بہت عزت تھی۔ چنانچہ شیخ علی احمد صاحب ایک وکیل تھے۔ آپ نے ایک مقدمے میں شیخ علی احمد صاحب کو وکیل نہیں کیا تو انہوں نے لکھا کہ مجھے افسوس ہے کہ اس مقدمے میں آپ نے مجھے وکیل نہیں کیا۔ اس لئے افسوس نہیں کہ میں کچھ لینا چاہتا تھا، فیس لوں گا، بلکہ اس لئے کہ خدمت کا موقع نہیں مل سکا۔ سچائی اور راستبازی ایسی چیز ہے کہ دشمن بھی اس سے اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ شیخ علی احمد صاحب آخر تک غیر احمدی رہے۔ احمدی نہیں تھے اور انہوں نے بیعت نہیں کی، لیکن ظاہری رنگ میں حضرت مسیح موعود سے اُن کا اخلاص کسی طرح بھی احمدیوں سے کم نہیں تھا۔

پھر آپ لکھتے ہیں کہ انہی پر موقوف نہیں بلکہ جن جن کو آپ سے ملنے کا اتفاق ہوا، اُن کی یہی حالت تھی۔ جب جہلم میں مولوی کرم دین صاحب نے آپ پر مقدمہ کیا تو ایک ہندو وکیل لالہ بھیم سین صاحب تھے، اُن کی چٹھی آئی۔ اُن کا خط آیا کہ میرا لڑکا بیرسٹری پاس کر کے آیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اُسے آپ کی خدمت کی سعادت حاصل ہو اور اس میں آپ اُن کو وکیل کر لیں۔ یہ لڑکے جن کا ذکر ہے بڑے لائق وکیل تھے، وہاں لاء (Law) کالج کے پرنسپل بھی رہے اور پھر وہاں انڈیا میں ہائی کورٹ کے چیف جج مقرر ہوئے۔ تو حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ لالہ بھیم سین

صاحب نے الحاح سے یہ درخواست اس لئے کی کہ سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعود کے ساتھ کچھ عرصہ رہنے کا اتفاق ہوا تھا اور وہ آپ کی سچائی دیکھ چکے تھے۔ سچائی ایک ایسی چیز ہے جو اپنوں پر ہی نہیں، غیروں پر بھی اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ آپ فرماتے ہیں کہ انبیاء دنیا میں آ کر راستی اور سچائی کو قائم کرتے ہیں اور ایسا نمونہ پیش کرتے ہیں کہ دیکھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں آ کر کوئی توپیں اور مشین گنیں ایجاد نہیں کی تھیں، بینک جاری نہیں کئے تھے یا صنعت وحرفت کی مشینیں ایجاد نہیں کی تھیں۔ پھر وہ کیا چیز تھی جو آپ نے دنیا کو دی اور جس کی حفاظت آپ کے ماننے والوں کے ذمہ تھی۔ وہ سچائی کی روح اور اخلاقِ فاضلہ تھے۔ یہ پہلے مفقود تھی۔ آپ نے پہلے اُسے کمایا اور پھر یہ خزانہ دنیا کو دیا۔ اور صحابہ اور اُن کی اولادوں اور پھر اُن کی اولادوں کے ذمہ یہی کام تھا کہ ان چیزوں کی حفاظت کریں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ یہ حکم سن کر کہ ساری دنیا کو خدا تعالیٰ کا کلام پہنچائیں، کچھ گھبرا گئے۔ اس لئے کہ آپ اس عظیم الشان ذمہ داری کو کس طرح پورا کریں گے؟ اس گھبراہٹ میں آپ گھر آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور شدتِ جذبات سے آپ اُس وقت سردی محسوس کر رہے تھے۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو آپ نے کہا مجھے کپڑا پہنا دو، کپڑا اوڑھا دو۔ حضرت خدیجہ نے دریافت کیا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ آپ نے سارا واقعہ سنایا۔ حضرت خدیجہ نے جواب دیا کہ (۔) کہ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! کبھی خدا آپ کو رُسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ میں فلاں فلاں خوبیاں ہیں اور ان خوبیوں میں سے ایک یہ بتائی کہ جو اخلاق دنیا سے اُٹھ گئے ہیں آپ نے اپنے وجود میں ان کو دوبارہ پیدا کیا ہے اور بنی نوع انسان کی اس کھوئی ہوئی متاع کو دوبارہ تلاش کیا ہے۔ پھر بھلا خدا آپ جیسے وجود کو کس طرح ضائع کر سکتا ہے؟ تو انبیاء کی بعثت کی غرض یہی ہوتی ہے اور مومنوں کے سپرد یہی امانت ہوتی ہے جس کی حفاظت کرنا اُن کا فرض ہوتا ہے۔ محبت کی وجہ سے انبیاء کا وجود مومنوں کو بیشک بہت پیارا ہوتا ہے۔ مگر حقیقت کے لحاظ سے انبیاء کی عظمت کی وجہ وہی نور ہے جسے دنیا تک پہنچانے کے لئے خدا تعالیٰ اُنہیں مبعوث کرتا ہے، اُنہیں خدا تعالیٰ کا وہ پیغام ہی بڑا بناتا ہے جو وہ لاتے ہیں۔ پس جب نبی کے اَتباع یعنی پیروکار اس وجود کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں تو اس پیغام کی حفاظت کے لئے کیا کچھ نہ کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی حفاظت کے لئے صحابہ کرام نے قربانیاں کیں، وہ واقعات پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اُن کی محبت کو دیکھ کر آج بھی دل میں محبت کی لہر پیدا ہو جاتی ہے۔ اُحد کی جنگ میں ایک ایسا موقع آیا کہ صرف ایک صحابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے اور دشمن بے تحاشا تیر اور پتھر پھینک رہے تھے۔ اُس صحابی نے اپنا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف کر دیا اور اُس پر اتنے تیر اور پتھر لگے کہ وہ ہمیشہ کے لئے بیکار ہو گیا۔ کسی نے صحابی سے پوچھا، یہ کیا ہوا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ اتنے تیر اور پتھر اس پر لگے ہیں کہ ہمیشہ کے لئے شل ہو گیا۔ اُس نے پوچھا کہ آپ کے منہ سے اُف نہیں نکلتی تھی۔ تو انہوں نے کہا اور بڑا لطیف جواب دیا۔ کہنے لگے کہ اُف نکلنا چاہتی تھی لیکن میں نکلنے نہیں دیتا تھا کیونکہ اگر اُف کرتا تو ہاتھ ہل جاتا اور کوئی تیر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لگ جاتا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ تم اس قربانی کا اندازہ کرو اور سوچو کہ اگر آج کسی کی انگلی کو زخم آ جائے تو وہ کتنا شور مچاتا ہے، مگر اُس صحابی نے ہاتھ پر اتنے تیر کھائے کہ وہ ہمیشہ کے لئے شَل ہو گیا۔

پھر ایک اور صحابی کا واقعہ بیان کرتے ہیں، یہ بھی اُحد کا موقع ہے۔ اُحد کی جنگ میں بعض صحابہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہونے کے بعد پھر اکٹھے ہوئے تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صحابہ کو دیکھو کون کون شہید ہوا ہے اور کون کون زخمی ہوا ہے۔ اس پر بعض صحابہ میدان کا جائزہ لینے کے لئے گئے۔ ایک صحابی نے دیکھا کہ ایک انصاری صحابی میدان میں زخمی پڑے ہوئے ہیں۔ وہ اُن کے پاس پہنچے تو پتہ چلا کہ اُن کے بازو اور ٹانگیں کٹی ہوئی ہیں اور اُن کی زندگی کی آخری گھڑی ہے۔ اس پر وہ صحابی اُن کے قریب ہوا اور پوچھا کہ اپنے عزیزوں کو کوئی پیغام دینا ہے تو بتا دیں، مَیں اُن کو پہنچا دوں۔ اُن زخمی صحابی نے کہا کہ میں انتظار ہی کر رہا تھا کہ میرے پاس سے کوئی گزرے تو میں اُسے پیغام دوں۔ سو تم میرے عزیزوں کو، میرے گھر والوں کو، بیوی بچوں کو یہ پیغام دے دینا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قیمتی امانت ہیں۔ جب تک ہم زندہ رہے، ہم نے اپنی جانوں سے اس کی حفاظت کی۔ اور اب کہ ہم رخصت ہو رہے ہیں تو مَیں امید کرتا ہوں کہ وہ یعنی عزیز رشتہ دار ہم سے بڑھ کر قربانیاں کر کے اس قیمتی امانت کی حفاظت کریں گے۔ فرماتے ہیں کہ غور کرو، موت کے وقت جبکہ وہ جانتے تھے کہ بیوی بچوں کو کوئی پیغام دینے کے لئے اب اُن کے لئے کوئی اَور وقت نہیں ہے۔ ایسے وقت میں جب انسان کو جائیداد اور لین دین کے بارے میں بتانے کا خیال آتا ہے، جب لوگ اپنے پسماندگان کی بہتری کی تشویش اور فکر میں ہوتے ہیں، اُس وقت بھی اس صحابی کو یہی خیال آیا کہ میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں جان دے رہا ہوں اور عزیزوں کو پیغام دیتے ہیں کہ تم سے بھی یہی امید رکھتا ہوں کہ تم اس پر گامزن رہو گے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے مقابلے میں اپنی جانوں کی پرواہ نہیں کرو گے۔ پس جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے یہ قربانیاں کیں، وہ اُس پیغام کے لئے جو آپ لائے، کیا کچھ قربانیاں نہ کر سکتے ہوں گے۔ اور انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا ہو گا؟ صحابہ نے اس بارے میں جو کچھ کیا، حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ اس کی مثال کے طور پر میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا واقعہ پیش کرتا ہوں۔ آپ کی وفات کی خبر صحابہ میں مشہور ہوئی تو اُن پر شدتِ محبت کی وجہ سے گویا غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ حتیٰ کہ بعض صحابہ نے یہ خیال کیا کہ یہ خبر ہی غلط ہے کیونکہ ابھی آپ کی وفات کا وقت نہیں آیا، کیونکہ ابھی بعض منافق مسلمانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس خیال میں مبتلا ہو گئے اور تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو کہے گا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں میں اُس کی گردن اُڑا دوں گا۔ آپ آسمان پر گئے ہیں، پھر دوبارہ تشریف لا کر منافقوں کو ماریں گے اور پھر وفات پائیں گے۔ بہت سے صحابہ بھی آپ کے ساتھ شامل ہو گئے اور کہنے لگے ہم کسی کو یہ نہیں کہنے دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ بظاہر یہ محبت کا اظہار تھا مگر دراصل اُس تعلیم کے خلاف تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے۔ کیونکہ قرآنِ کریم میں صاف موجود ہے کہ (۔) (آل عمران:145) یعنی کیا اگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا اے مسلمانو! تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں نہیں تھے، باہر گئے ہوئے تھے۔ آپ کو جب یہ خبر ملی تو آپ جلدی واپس مدینہ تشریف لائے اور سیدھے اُس حجرہ میں چلے گئے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمِ اطہر رکھا ہوا تھا اور آپ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے چادر اُٹھائی اور دیکھا کہ واقعہ میں آپ کی وفات ہو چکی ہے۔ پھر جھکے اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور جسمِ اطہر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں نہیں لائے گا۔ یعنی ایک تو ظاہری موت اور دوسرے یہ کہ آپ کی لائی ہوئی تعلیم مٹ جائے۔ پھر آپ باہر تشریف لائے جہاں صحابہ جمع تھے اور جہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار ہاتھ میں لے کر بڑے جوش میں یہ اعلان کر رہے تھے کہ جو کہے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں وہ منافق ہے اور میں اُس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لائے اور لوگوں کو خاموش ہونے کو کہا۔ اور بڑے زور سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی فرمایا کہ چپ رہو اور مجھے بات کرنے دو۔ اور پھر یہ آیت پڑھی۔ (۔) (آل عمران 145) یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف خدا کے رسول ہیں، آپ سے قبل جتنے رسول آئے وہ سب فوت ہو چکے ہیں۔ اگر آپ فوت ہو جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم اپنے دین کو چھوڑ دو گے؟ اور سمجھو گے کہ تمہارا دین ناقص ہے؟ پھر نہایت جوش سے فرمایا کہ اے لوگو! (۔) جو تم میں سے اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ خوش ہو

جائے کہ ہمارا خدا زندہ ہے اور کبھی نہیں مرسکتا۔(۔) لیکن جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا، وہ سن لے کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ بالا آیت پڑھی، مجھے ایسا معلوم ہوا گویا آسمان پھٹ گیا ہے اور میری ٹانگیں لڑکھڑا گئیں اور پاؤں کی طاقت سلب ہوگئی اور میں بے اختیار ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اُس وقت مجھے معلوم ہوا کہ واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔

دیکھو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت تھی کہ جب اُنہیں معلوم ہو گیا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں تو بے اختیار ہو کر آپ کے جسمِ مبارک کو بوسہ دیا، آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے مگر دوسری طرف اُس سچائی سے کتنی محبت تھی جو آپ لائے تھے کہ حضرت عمر جیسا بہادر تلوار لے کر کھڑا ہے کہ جو کہے گا آپ فوت ہو گئے ہیں مَیں اُسے جان سے مار دوں گا اور بہت سے صحابہ اُن کے ہم خیال ہیں۔ مگر باوجود اس کے آپ نڈر ہو کر کہتے ہیں کہ جو کہتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں وہ گویا آپ کو خدا سمجھتا ہے۔ میں اُسے بتاتا ہوں کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔ مگر وہ خدا جس کی آپ پرستش کرانے آئے تھے وہ زندہ ہے۔ یہ سچائی کا اثر تھا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے دلوں میں پیدا کر دی تھی کہ وہ صحابہ جو ننگی تلواریں لے کر کھڑے تھے انہوں نے یہ بات سنتے ہی سر جھکائے اور تسلیم کر لیا کہ ٹھیک ہے، آپ واقعہ میں فوت ہو گئے ہیں۔

پھر حضرت مصلح موعود بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کو جو بے مثل محبت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے تھی، وہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ظاہر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل ایک لشکر تیار کیا تھا کہ شام کے بعض مخالفین کو جا کر اُن کی شرارتوں کی سزا دے۔ ابھی یہ لشکر روانہ نہیں ہوا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ منتخب ہوئے اور اکثر صحابہ نے اتفاق کر کے آپ سے عرض کیا کہ اس لشکر کی روانگی ملتوی کر دی جائے کیونکہ چاروں طرف سے عرب میں بغاوت کی خبریں آ رہی تھیں اور مکہ اور مدینہ اور صرف ایک اور گاؤں تھا جس میں باجماعت نماز ہوتی تھی۔ لوگوں نے نمازیں پڑھنی بھی چھوڑ دی تھیں اور لوگوں نے یہ مطالبہ شروع کر دیا تھا کہ ہم زکوۃ نہیں دیں گے۔ صحابہ نے حضرت عمر کو حضرت ابوبکر کے پاس بھیجا کہ اس لشکر کو روک لیں۔ کیونکہ اگر بوڑھے بوڑھے لوگ یا بچے ہی مدینہ میں رہ گئے تو وہ باغی لشکروں کا مقابلہ کس طرح کر سکیں گے۔ یعنی جو دوسرے باغی لوگ تھے اُن کا مقابلہ مدینہ کے یہ بوڑھے کس طرح کر سکیں گے۔ مگر حضرت ابوبکر نے اُن کو یہ جواب دیا کہ کیا ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ طاقت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے لشکر کو روک لے۔ خدا کی قَسم! اگر باغی مدینہ میں داخل بھی ہو جائیں اور ہماری عورتوں کی لاشوں کو کتے گھسیٹتے پھریں، جب بھی وہ لشکر ضرور جائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کو آپ سے کتنا عشق تھا مگر چونکہ آپ صدیقیت کے مقام پر تھے اس لئے جانتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کی عظمت اس سے بھی زیادہ ہے۔ پس ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی تعلیم کو لیا اور اسے قائم رکھا۔ حتیٰ کہ دشمن بھی اقرار کرتے ہیں کہ اُسے ذرہ بھر بھی نہیں بدلا گیا۔ عیسائی، ہندو، یہودی غرضیکہ سب مخالف قومیں تسلیم کرتی ہیں کہ قرآنِ کریم کا ایک شعشہ بھی نہیں بدلا۔ آج یہاں کے نام نہاد ریسرچرز (Researchers) کو جو یہ اُبال چڑھا ہے کہ قرآنِ شریف بدلا گیا، حالانکہ ثابت نہیں کر سکتے کہ ایک شعشہ بھی بدلا گیا ہے۔ جو آج سے چودہ سو سال پہلے تھا، وہی قرآنِ کریم آج ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اب اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرمایا کہ تا آپ اخلاقِ فاضلہ، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق دلوں میں قائم کریں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا اجراء کریں۔ اور ہمیں اس امر کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہم نے ان چیزوں کی اسی طرح حفاظت کرنی ہے جس طرح صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کی تھی۔ ہم میں اور دوسری قوموں میں ایسا امتیاز ہونا چاہئے کہ پتہ لگ سکے کہ ہم نے اس امانت کو قائم رکھا ہے۔

آپ پھر آگے بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے زمانے میں ایک جماعت ایسی موجود تھی۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا آئندہ نسلوں میں بھی یہی جذبہ موجود ہے؟ کیا کوئی عقلمند یہ پسند کر سکتا ہے کہ ایک اچھی چیز اُسے تو ملے مگر اُس کی اولاد اُس سے محروم رہے۔ پھر تم کس طرح سمجھ سکتے ہو کہ جو شخص حضرت مسیح موعود کی تعلیم کی قدر و قیمت جانتا ہے، وہ پسند کرے گا کہ وہ اُس کے ورثاء کو نہ ملے لیکن اُس کی زمین اور اُس کے مکانات اُنہیں مل جائیں۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ(۔) (الانعام:33)۔ کہ دنیوی زندگی لہو و لعب کی طرح ہے۔ یہ سب کھیل تماشے کی چیزیں ہیں۔ یہ ایسی ہی ہیں جس طرح فٹ بال، کرکٹ یا ہاکی ہوتی ہے۔ پھر کیا کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ حکومت اُس کی زمین، مکان اور جائیداد تو ضبط کر لے مگر گُلّی ڈنڈا اس کے بیٹے کو دے دے یا کوئی پھٹا پرانا فٹبال یا ٹوٹا ہوا ٹینس ریکٹ یا ہاکی کی سٹک (stick) اُس کے بیٹوں کو دے دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیوی چیزیں لہو و لعب ہیں اور دین و دنیا میں وہی نسبت ہے جو حقیقی چیز کو کھیل تماشے سے ہوتی ہے اور کوئی شخص یہ کب پسند کر سکتا ہے کہ قیمتی ورثہ تو اُس کی اولاد کو نہ ملے اور لہو و لعب کی چیزیں مل جائیں۔ لیکن کیا ہم میں سے ایسے لوگ نہیں ہیں جو عملاً ایسا کرتے ہیں۔ جب اُن کا بیٹا جھوٹ بولے، چوری کرے یا کوئی اور جرم کرے تو اُس کی تائید کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ماں باپ چوری چھپے جرم کرنے والوں کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اول تو وہ اس وجہ سے مجرم ہیں کہ انہوں نے اولاد کو دینی تعلیم سے محروم رکھا۔ اگر اُن کے نزدیک نیکی کی کوئی قیمت ہوتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اس سے اپنی اولاد کو محروم رکھتے اور اگر تربیت میں کوتاہی ہو گئی تو پھر مجرم کی اعانت سے ہی باز رہتے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ(۔) (المائدۃ:3) کہ نیکی اور تقویٰ میں ضرور تعاون کرو مگر بدی اور عدوان میں تعاون نہ کرو۔ تو آپ نے فرمایا کہ پہلا جرم تو انہوں نے یہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔(۔) (التحریم:7) کہ اپنے آپ کو اور اپنے بیوی بچوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اور دوسرا یہ جرم کرتے ہیں (بعض لوگوں کی شکایات آئی تھیں، اُس پر یہ بیان فرما رہے ہیں۔ اور اس طرح کی شکایتیں آجکل بھی آتی ہیں) کہ(۔)(المائدۃ:3) کے حکمِ الٰہی کو توڑتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو دین کو نعمت قرار دیتا ہے، مگر وہ جماعت جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی دعویدار ہے اس میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اول تو اپنی اولاد کو دین سے محروم رکھتے ہیں اور پھر جب وہ شرارت کریں تو اُن کی مدد کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ بعض ایسے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں کہ جن پر شرافت اور انسانیت بھی چلا اُٹھتی ہے۔ چہ جائیکہ احمدیت اور ایمان کے متحمل ہو سکیں۔ مگر ایسے مجرموں کے والدین، بھائی، رشتہ دار بلکہ دوست اُن کی مدد کرتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ ایسا کرنے سے ایمان کہاں باقی رہ جاتا ہے؟ ایسے آدمی کا دین تو آسمان پر اُڑ جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو۔ ایک دفعہ بعض صحابہ نے آپ کے پاس کسی مجرم کی سفارش کی تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم! اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو وہ بھی سزا سے نہیں بچ سکے گی۔ تو تقویٰ اور طہارت ایسی نعمت ہے کہ اس کے حصول کے لئے انسان کو کسی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود سے جو ہمیں دولت ملی ہے وہ اعلیٰ اخلاق ہی ہیں اور اپنی اولادوں کو اُن کا وارث بنانا ہمارا فرض ہے۔ اور اگر غفلت کی وجہ سے اس میں کوئی کوتاہی ہو جائے تو مومن کا فرض ہے کہ وہ (۔) نہ دکھائے، بلکہ اُسی وقت اس سے علیحدہ ہو جائے جس نے جرم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے اس کی ایسی مثالیں ہمیں دکھائی ہیں کہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایسا کرنا ناممکن ہے۔

حضرت مسیح موعود کے ایک (رفیق) تھے، اُن کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سید حامد شاہ صاحب مرحوم بہت مخلص احمدی تھے۔ حضرت مسیح موعود نے اُن کو اپنے بارہ حواریوں میں سے قرار دیا تھا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ میرے سامنے بھی جب حضرت مسیح موعود نے اپنے حواریوں کے نام گنے تو ان کا بھی نام لیا تھا۔ اور پھر ان کے نیک انجام نے اُن کے درجہ کی بلندی پر مہر بھی لگا دی۔ ایک دفعہ اُن کے لڑکے کے ہاتھ سے ایک شخص قتل ہو گیا۔ مگر یہ قتل ایسے حالات میں

ہوا کہ عوام کی ہمدردی اُن کے لڑکے کے ساتھ تھی۔ یہ جو بزرگ (رفیق) سید حامد شاہ صاحب تھے، ان کے بیٹے سے قتل ہوا لیکن حالات ایسے تھے کہ اس قتل کے باوجود عوام الناس ان سے، ان کے بیٹے سے ہی ہمدردی کر رہے تھے۔ کیونکہ مقتول کی زیادتی تھی جس پر لڑائی ہوگئی اور اُن کے لڑکے نے اُسے مُکّہ مارا اور وہ مر گیا۔ وہ ایسے ہی واقعہ ہوا جیسے حضرت موسیٰ کے زمانے کا واقعہ ہے۔ سیالکوٹ کا ڈپٹی کمشنر جو انگریز تھا، وہ ایسے افسروں میں سے تھا جو جرم ثابت ہو یا نہ ہو، سزا ضرور دینا چاہتے ہیں تا رعب قائم ہو جائے۔ اُسے خیال آیا کہ میر حامد شاہ صاحب میرے دفتر کے سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ اگر میں ان کے لڑکے کو سزا دوں گا تو میرے انصاف کی دھوم مچ جائے گی۔ اس لئے شاہ صاحب کو بلایا اور پوچھا کہ کیا واقعی آپ کے لڑکے نے قتل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں تو وہاں موجود نہ تھا لیکن سنا ہے کہ کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ آپ اُسے بلا کر کہہ دیں کہ وہ اقرار کر لے تا لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ہم کسی کا لحاظ نہیں کرتے۔ آپ نے اپنے لڑکے کو بلا کر پوچھا کہ تم نے اس شخص کو مارا ہے۔ اُس نے کہا ہاں مارا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر سچی بات کا اقرار کر لو۔ لوگوں نے کہا کیوں اپنے جوان لڑکے کو پھانسی لٹکوانا چاہتے ہو۔ مگر آپ نے فرمایا کہ اس دنیا کی سزا سے اگلی دنیا کی سزا زیادہ سخت ہے اور اپنے بیٹے کو یہی نصیحت کی کہ اقرار کر لے۔ لیکن خدا کی قدرت کہ اُس نے اقرار تو کر لیا مگر وہ لڑکا کرکٹ کا کھلاڑی تھا اور وہ مجسٹریٹ جس کے پاس مقدمہ تھا، وہ بھی کرکٹ کھیلنے والا تھا، اُسے کرکٹ کلب میں معاملہ کی حقیقت معلوم ہوگئی اور چونکہ قانون ایسا ہے کہ اگر مجسٹریٹ کو کسی بات کا یقین ہو جائے تو ملزم سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اُس نے خود ہی پولیس کے گواہوں پر ایسی جرح کی کہ اُس لڑکے کی بریت ثابت ہوگئی اور اس نے اس وجہ سے کچھ پوچھے بغیر ہی اُسے رہا کر دیا۔ تو سچائی کی وجہ سے وہ اس سزا سے بھی چھوٹ گئے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اسی قسم کا ایک مقدمہ پچھلے دنوں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے بھائی پر ہوا۔ چوہدری صاحب اُس وقت ولایت میں تھے۔ (یہاں لندن میں تھے)۔ انہوں نے اپنے بھائی کو لکھا کہ یہ ایمان کی آزمائش کا وقت ہے۔ اگر تم سے قصور ہوا ہے تو میں تمہارا بڑا بھائی ہونے کی حیثیت سے تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اس دنیا کی سزا سے اگلے جہان کی سزا زیادہ سخت ہے۔ اس لئے اُسے برداشت کر لو اور سچی بات کہہ دو۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ سیالکوٹ کے رہنے والے ہمارے ایک دوست ہیں جو ابھی زندہ ہیں۔ احمدی ہونے کے بعد جب اُنہیں معلوم ہوا کہ رشوت لینا (دینی) تعلیم کے خلاف ہے تو اُنہوں نے تمام اُن لوگوں کے گھروں میں جا جا کر جن سے وہ رشوتیں لے چکے تھے، واپس کیں۔ اس سے وہ بہت زیرِ بار بھی ہو گئے۔ مقروض ہو گئے۔ مگر اس کی انہوں نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ تو حضرت مصلح موعود کہتے ہیں ہماری جماعت میں ہر قسم کے اعمال کے لحاظ سے ایسے نمونے ملتے ہیں جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ (رفقاء) کے نمونے ہیں لیکن ہمیں اس پر خوش نہیں ہونا چاہئے بلکہ کوشش کرنی چاہئے کہ ساری جماعت ایسی ہو جائے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ مَیں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس امانت کی قدر کریں جو اُن کے سپرد کی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے آ کر ہمیں جائیدادیں نہیں دیں، حکومتیں نہیں دیں، کوئی ایجادیں نہیں کیں، سامانِ تعیش ہمیں مہیا نہیں کئے، عیش کرنے کے سامان مہیا نہیں کئے، صرف ایک سچائی ہے جو ہمیں دی ہے۔ اگر وہ بھی جاتی رہے تو کس قدر بد قسمتی ہو گی اور ہم اس فضل کو اپنے ہاتھ سے پھینک دینے والے ہوں گے جو تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے نازل کیا۔ حضرت مسیح موعود نے ہم کو (دین حق) دیا، اخلاقِ فاضلہ دیئے اور نمونے سے بتا دیا کہ ان پر عمل ہو سکتا ہے۔

پھر آپ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ مارٹن کلارک نے عدالت میں یہ دعویٰ کیا کہ میرے قتل کے لئے مرزا صاحب نے ایک آدمی بھیجا ہے۔...... کہلانے والے اُس کے ساتھ اس شور میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تو اس مقدمہ میں آپ کے خلاف شہادت دینے کے لئے بھی آئے۔ حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت الہاماً بتا دیا تھا کہ ایک مولوی مقابل پر پیش ہو گا مگر اللہ تعالیٰ اُسے ذلیل کرے گا۔ لیکن باوجود اس کے کہ الہام میں اس کی ذلت کے متعلق بتا دیا گیا تھا اور الہام کے پورا کرنے کے لئے ظاہری طور پر جائز کوشش کرنا بھی ضروری ہوتا ہے مگر حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے خود مولوی فضل دین صاحب نے جو لاہور کے ایک وکیل اور اس مقدمے میں حضرت مسیح موعود کی طرف سے پیروی کر رہے تھے، سنایا کہ جب میں نے ایک سوال کرنا چاہا جو ذاتی سوال تھا، جس سے مولوی محمد حسین کی ذلت ہوتی تھی۔ مطلب اس وجہ سے ذات پر اُن کے حرف آتا تھا۔ تو آپ نے مجھے اس سوال کے پیش کرنے سے منع کر دیا۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ہم ایسے سوالات کو برداشت نہیں کر سکتے۔ مولوی فضل دین صاحب نے کہا کہ اس سوال سے آپ کے خلاف مقدمہ کمزور ہو جائے گا اور اگر یہ نہ پوچھا جائے تو آپ کو مشکل پیش آئے گی۔ مگر آپ نے فرمایا کہ نہیں، ہم اس سوال کی اجازت نہیں دے سکتے۔ یہ جو وکیل تھے مولوی فضل دین، یہ احمدی نہیں تھے بلکہ حنفی تھے لیکن حضرت مسیح موعود کی طرف سے وکیل تھے اور آپ کی طرف سے مقدمہ لڑ رہے تھے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ حنفیوں کے لیڈر بھی تھے یہ، انجمن نعمانیہ وغیرہ کے سرگرم کارکن تھے، اس لئے مذہبی لحاظ سے تعصب رکھتے تھے مگر جب بھی کبھی غیر احمدیوں کی مجلس میں حضرت مسیح موعود کی ذات پر کوئی حملہ کیا جاتا تو وہ پُر زور تردید کرتے اور کہتے کہ عقائد کا معاملہ الگ ہے لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ آپ کے اخلاق ایسے ہیں کہ ہمارے علماء میں سے کوئی بھی اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور اخلاق کے لحاظ سے میں نے ایسے ایسے مواقع پر اُن کی آزمائش کی ہے کہ کوئی مولوی وہاں نہیں کھڑا ہو سکتا تھا جس مقام پر آپ کھڑے تھے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ جس خدا نے قبل از وقت مولوی محمد حسین صاحب کی ذلت کی خبر آپ کو دی تھی، اُس نے ایک طرف تو آپ کے اخلاق دکھا کر آپ کی عزت قائم کی اور دوسری طرف غیر معمولی سامان پیدا کر کے مولوی صاحب کو بھی ذلیل کر دیا۔ اور یہ اس طرح ہوا کہ وہی ڈپٹی کمشنر جو پہلے سخت مخالف تھا اُس نے جونہی آپ کی شکل دیکھی، اُس کے دل کی کیفیت بدل گئی اور باوجود اس کے کہ آپ ملزم کی حیثیت سے اُس کے سامنے پیش ہوئے تھے اُس نے کرسی منگوا کر اپنے سامنے بچھوائی اور اس پر آپ کو بٹھوایا۔ جب مولوی محمد حسین صاحب گواہی دینے کے لئے آئے، چونکہ وہ اس امید پر آئے تھے کہ شاید حضرت مسیح موعود کو ہتھکڑی لگی ہوئی ہو گی یا کم سے کم آپ کو ذلت سے کھڑا کیا گیا ہو گا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود کو مجسٹریٹ نے اپنے ساتھ کرسی پر بٹھایا ہوا ہے تو وہ غصہ سے مغلوب ہو گئے اور جھٹ مطالبہ کیا کہ مجھے بھی کرسی دی جائے۔ اس پر عدالت نے کہا کہ نہیں۔ آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ جب انہوں نے اصرار کیا تو جج نے اُن کو بڑا سخت ڈانٹا۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے آپ کی عزت قائم ہوئی۔ اس کے بالمقابل ہماری جماعت کے کتنے دوست ہیں جو غصے کے موقع پر اپنے نفس پر قابو رکھتے ہیں؟ حضرت مسیح موعود کو دیکھو کہ ایسے شدید دشمن کے صحیح واقعات سے بھی اُس کی تذلیل گوارا نہیں کرتے مگر ہمارے دوست جوش میں آ کر گالیاں دینے بلکہ مارنے پیٹنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ:

؎ رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

پس ہماری جماعت کو ایک طرف تو یہ اعلیٰ اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں اور دوسری طرف بدی سے پوری پوری نفرت کرنی چاہئے۔ ایسی ہی نفرت جیسی حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود نے دکھائی۔ حضرت مسیح موعود میں بھی یہ دونوں نظارے پائے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن ایک سمویا ہوا انسان ہے۔ اور پھر واقعہ بیان کیا کہ پنڈت لیکھرام کو آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اُس نے زبان درازی کی تھی۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی رحم ہے کہ اپنے متعلق جو بات ہو رہی ہے اُس میں فرمایا کہ نہیں۔ ایسا کام نہیں کرنا جس سے مولوی محمد حسین صاحب کو ذلت کا سامنا کرنا پڑے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو

کہ جو شخص اپنی اولاد کو نیک اخلاق نہیں سکھاتا وہ نہ صرف یہ کہ اپنی اولاد سے دشمنی کرتا ہے بلکہ سلسلہ سے بھی دشمنی کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرتا ہے اور خدا سے دشمنی کرتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مَیں بہت ساری نصیحتیں کرتا رہتا ہوں، خطبات دیتا رہتا ہوں، اور یہ سلسلہ تو ہر دور میں چلتا ہے، تمام خلفاء نے دیئے، دیتے رہے ہیں، مَیں بھی دیتا ہوں۔ آپ مثال اس کی دیتے ہیں کہ جب تک خطبات چلتے رہتے ہیں، کچھ نہ کچھ اثر رہتا ہے اور جب خطبات کا سلسلہ بند ہوتا ہے یا پھر کچھ عرصے بعد وہ اثر ختم ہو جاتا ہے۔ آپ نے اس کی مثال دی کہ ایک کھلونا ہوتا ہے جس کا نام ہے jack in the box۔ وہ باکس کے اندر ایک لچکدار گڈا ہوتا ہے۔ جب ڈھکنا بند کر دیں تو وہ اندر بند ہو جاتا ہے۔ ڈھکنا کھولو تو پھر اچھل کے باہر آ جاتا ہے۔ تو یہی حال ان لوگوں کا ہے جن کو نصیحت کرتے رہو، کرتے رہو، کچھ عرصہ اثر رہتا ہے اور جب نصیحت بند ہوتی ہے تو پھر وہ اُسی طرح اچھل کے باہر آ جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ خدا نے کسی کو اتنا وقت نہیں دیا کہ ایسے وعظ کر سکے کہ مستقل چلتے چلے جائیں۔ اصل چیز یہی ہے کہ انسان مومن بنے، پھر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ کشمکش اُسی وقت تک کے لئے ہے جب تک ایمان نہ ہو۔

پس جب توجہ دلائی جائے تو اُس کو غور سے سننے کے بعد پھر اُس کو عملی زندگی کا حصہ بنانا چاہئے اور یہی جماعت کی ترقی کا راز ہے اور یہی چیز جو ہے انسان کو صحیح عبد بناتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں پس ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت محسوس کرے کہ حضرت مسیح موعود کو بھیج کر اللہ تعالیٰ نے اُن پر بڑی ذمہ داری ڈالی ہے۔ انسان کے اندر کمزوریاں خواہ پہاڑ کے برابر ہوں، اگر وہ چھوڑنے کا ارادہ کر لے تو کچھ مشکل نہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا مشہور مقولہ ہے کہ اگر تمہارے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو تم پہاڑ کو اُن کی جگہوں سے ہٹا سکتے ہو۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ گناہ خواہ پہاڑ کے برابر ہوں، انسان کے اندر ایمان اگر رتّی برابر بھی ہے تو وہ ان پہاڑوں کو اُڑا سکتا ہے۔ جس دن مومن ارادہ کر لے تو اس کے راستہ میں کوئی روک نہیں رہتی۔ وہ سب روکیں دور ہو جاتی ہیں۔

فرمایا کہ اس وقت مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دوست اپنی اپنی اولادوں کی اور جماعت کے دوسرے نوجوانوں کی اصلاح کریں۔ اپنی اصلاح کریں۔ جھوٹ، چوری، دغا، فریب، دھوکہ، بدمعاملگی، غیبت وغیرہ بدعادات ترک کر دیں۔ حتیٰ کہ اُن کے ساتھ معاملہ کرنے والا محسوس کرے کہ یہ بڑے اچھے لوگ ہیں اور اچھی طرح یاد رکھو کہ اس نعمت کے دوبارہ آنے میں تیرہ سو سال کا عرصہ لگا ہے جو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے ہمیں ملی۔ اگر ہم نے اس کی قدر نہ کی اور پھر تیرہ سو سال پر یہ جا پڑی تو اُس وقت تک آنے والی تمام نسلوں کی لعنتیں ہم پر پڑتی رہیں گی۔ اس لئے کوشش کرو کہ اپنی تمام نیکیاں اپنی اولادوں کو دو اور پھر وہ آگے دیں اور وہ آگے اپنی اولادوں کو دیں اور یہ امانت اتنے لمبے عرصے تک محفوظ چلی جائے کہ ہزاروں سالوں تک ہمیں اس کا ثواب ملتا جائے۔ کیونکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نیکی کسی شخص کے ذریعہ سے قائم ہو، وہ جب تک دنیا میں قائم رہے اور جتنے لوگ اُسے اختیار کرتے جائیں اُن سب کا ثواب اُس شخص کے نام لکھا جاتا ہے۔ پس جو بدلہ ملتا ہے وہ بھی بڑا ہے اور امانت بھی اپنی ذات میں بہت بڑی ہے۔ اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔

(الفضل 26 راگست 1936ء۔ بحوالہ خطباتِ محمود۔ جلد 17 صفحہ 547 تا 559)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس امانت کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے بزرگوں کی طرف سے جو امانت عطا ہوئی ہے ہم اس کا حق ادا کرنے والے بنیں اور جن لوگوں نے خود اس امانت کو یہ عہد کرتے ہوئے قبول کیا ہے کہ ہم اس کا حق ادا کریں گے اُن کو بھی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور نسلاً بعد نسلٍ یہ حق ادا ہوتا چلا جائے۔

ڈاکٹر ر۔ ب

رفیق حضرت مسیح موعود

حضرت قاضی سید غلام شاہ صاحب آف بھیرہ

حضرت قاضی سید غلام شاہ صاحب آف بھیرہ خاندان سادات بھیرہ ضلع شاہ پور کے سربراہ تھے۔ آپ نے تمام عمر گھوڑوں کی تجارت کی۔ آپ گھوڑوں کے اعلیٰ درجہ کے مبصر تھے۔ کھرے گھوڑے کو آپ نظر سے پہچان کر بتلا دیتے کہ اس کا قد اتنا ہے اور یہ کس قسم کا گھوڑا ہے۔ فرمایا کرتے کہ یہ بادشاہوں کی سواری کا جانور ہے۔ اس کے اندر بہت سی باریک در باریک خوبیاں ہیں جو ہر کس و ناکس کو معلوم نہیں۔ چنانچہ فرمایا کرتے کہ دو گھوڑے ہیں ایک ہی ان کی عمر ہے ایک ہی قد اور ایک ہی ان کا رنگ ہے ایک کی قیمت پچاس روپے ہے مگر دوسرے کی پچاس ہزار جس طرح ہیرے موتی اور جو ہرات کی پہچان مشکل ہے اسی طرح گھوڑے کی ذات اور صفات کی پہچان بہت مشکل ہے۔

میرے دادا جان کے زیر مطالعہ مثنوی مولانا روم دیوان حافظ اور شیخ سعدی کی گلستان اور بوستان فارسی کی کتابیں رہتی تھیں۔ آپ صوفی مزاج تھے۔ آپ دعا کے بہت قائل تھے۔ سفر میں حضر میں ہر مشکل کے وقت سفر پر جاتے وقت دعا ضرور مانگا کرتے۔ مشکل اور مقدمے کے وقت سب گھر کے بچوں کو جمع کر کے دعا مانگا کرتے۔ فرماتے جب معصوم بچے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خوش ہو کر ان بے گناہ معصوموں کی دعا قبول فرما لیتا ہے۔ آپ کو شیخ سعدی کی گلستان کے فقرے یاد تھے اور اکثر آپ کے زیر زبان رہتے تھے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور اپنی بیت الذکر قاضیوں والی میں کبھی کبھی نماز بھی پڑھا دیا کرتے۔

میرے دادا جان شہر بھیرہ کے خاندانی خطیب عیدین تھے۔ دونوں عیدوں پر آپ ہی ہر سال خطبہ پڑھا کرتے تے اور بھیرے کا تحصیل دار یا تھانیدار ہر عید پر آپ کو ایک دستار بطور تحفہ پیش کیا کرتا تھا۔

ہر شئے میں اللہ تعالیٰ کی تعریف نکال لیا کرتے فرمایا کرتے کہ ایک ہی زمین ہے ایک جیسا پانی دیا جاتا ہے تو کسی درخت میں پھل میٹھا ہے تو کسی میں ترش۔ سبحان اللہ۔ پھر فرماتے کہ تو بے پرواہ ہے بے پرواہ ہے تو بے نیاز ہے۔ سب تیرے محتاج ہیں۔

حضرت دادا جان نے میاں شمس الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف کی بیعت کی ہوئی تھی۔ جیسا کہ اس زمانہ کے بزرگوں کا دستور تھا کہ کسی نہ کسی بزرگ کی بیعت کئے ہوتے تھے۔

حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کی جب خبر لوگوں میں مشہور ہوئی تو حضرت دادا جان نے کبھی مخالفت نہ کی بلکہ مخالفین سے ہمیشہ بحث فرمایا کرتے تھے۔

حضرت دادا جان نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود تشریف لائے ہیں اور ان کو خواب میں لوگ شاہزادہ صاحب کہہ کر نذریں پیش کر رہے ہیں شاہزادہ صاحب نے زردوزی چوغہ پہنا ہوا ہے۔ حضرت دادا جان فرماتے ہیں کہ جلدی سے میں نے بھی دو روپے نذر گزاری جو کہ آپ نے قبول فرمالی۔

چنانچہ اس خواب کی بنا پر حضرت دادا جان قادیان تشریف لے گئے اور دو روپے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں یہ خواب سنا کر بطور نذر پیش کئے جو حضرت مسیح موعود نے قبول فرمائے پھر حضرت دادا جان نے بیعت کی درخواست کی جو حضرت مسیح موعود نے قبول فرمالی اور اسی طرح آپ کو اپنے حلقہ غلامی میں لے لیا۔ حضرت دادا جان کی بیعت 1896ء۔1897ء کی ہے۔

حضرت دادا جان کے خواب میں دو روپے کی اصل تعبیر یہ ہوئی کہ آپ کے دو بیٹے بیعت کر لیں گے بفضلہٖ تعالیٰ یہی ہوا۔

تحقیق و تجربہ اور کامیابی کے 55 سال

سفوف مہزل (اکسیر موٹاپا) ہے۔
کچھ عرصہ استعمال سے جسم کی فالتو چربی کم ہونے لگتی ہے۔

کیپسول فشار: اکسیر بلڈ پریشر ہے۔ کچھ عرصہ استعمال سے بفضلہ تعالیٰ شفاء ہو جاتی ہے۔

گیسٹرو۔ ایز: ہاضمہ کا شوگر اور نمک فری سیرپ۔ اس کا ہر گھر میں ہونا لازمی ہے۔

خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ۔

فون: 047-6211538
فیکس: 047-6212382

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

15 جنوری 2014ء

2:00 am	جمہوریت سے انتہا پسندی تک
4:00 am	سوال وجواب
6:20 am	گلشن وقف نو لجنہ ناصرات آسٹریلیا
10:00 am	لقاء مع العرب
11:35am	نیوزی لینڈ کے پارلیمنٹ میں استقبالیہ
2:20 pm	سوال وجواب 24 مئی 1997ء
3:30pm	جامعہ احمدیہ یو کے کا سالانہ کانووکیشن 2013ء
6:15 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 7 مارچ 2008ء
8:00pm	جامعہ احمدیہ یو کے کا سالانہ کانووکیشن 2013ء
8:30 pm	دینی وفقہی مسائل
11:25 pm	نیوزی لینڈ کے پارلیمنٹ میں استقبالیہ

درخواست دعا

❁ مکرم انور طاہر صاحب مربی سلسلہ لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی عزیزہ سمیرا طاہر بعارضہ کینسر سخت بیمار ہے اور اس وقت I.C.U وارڈ میں وینٹی لیٹر پر ہے۔ عزیزہ پچھلے کئی دنوں سے شوکت خانم ہسپتال لاہور میں داخل ہے۔ احباب جماعت سے عزیزہ کی شفایابی کیلئے دردمندانہ درخواست دعا ہے۔

❁ مکرم حبیب اللہ باجوہ صاحب صدر محلّہ دارالنصر غربی حبیب ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری بھاوجہ مکرمہ شہناز بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم نعیم اللہ رفیق صاحب شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین کی عزیز فاطمہ ہسپتال فیصل آباد میں 10 جنوری کو برین سرجری ہوئی ہے۔ حالت قابل فکر ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

☆............☆............☆

احمد ٹریولز انٹرنیشنل
گورنمنٹ لائسنس نمبر 2805
یادگار روڈ ربوہ
اندرون وبیرون ہوائی ٹکٹوں کی فراہمی کیلئے رجوع فرمائیں
Tel:6211550 Fax 047-6212980
Mob:0333-6700663
E-mail:ahmadtravel@hotmail.com

انگریزی ادویات وٹیکہ جات کا مرکز بہتر تشخیص مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار فیصل آباد فون 2647434

ربوہ آئی کلینک
اوقات کار برائے معلومات 9 بجے سے دوپہر 2 بجے تک
برائے رابطہ فون نمبر: 047-6211707
047-6214414-0301-7972878

LIQUI MOLY
Made In Germany
جرمن پروڈکٹس ٹریڈرز
اعلیٰ کوالٹی کے انجن آئیل
ایڈیٹوز اور عمدہ کار پالش دستیاب ہیں
Authorised Distributor
افضل طاہر
Ph: 042-37566360; fax: 042-37576123 Cell: 0300-4134599
E-mail:afzaltahir99@yahoo.com; www.liquimolylahore.com

The Vision of Tomorrow
New Haven Public School
Multan Tel :061-6779794

AHMAD MONEY CHANGER
We Deal in All Foreign Currencies
You are always Wel come to:
PREMIER EXCHANGE CO. 'B' PVT. LTD
State Bank Licence No.11
Director Ch. Aftab Ahmad ,Chief Executive: Basharat Ahmad Sheikh
Head Office: B-1 Raheem Complex, Main Market, Gulberg II Lahore
Tell: 35757230, 35713728, 35713421,35750480
E-mail:premier_exchange@yahoo.com Website: www.premierexchange.webs.com

فاران ریسٹورنٹ لذیذ کھانے۔ عمدہ ماحول
فاران ریسٹورنٹ اب صبح 10 بجے سے رات 10 بجے تک بغیر کسی وقفہ سے کھلا کرے گا۔ جس میں چکن کڑاہی، مٹن کڑاہی، قوفتے، دال ماش، چکن فرائیڈ رائس، ایگ فرائیڈ رائس، چکن کارن سوپ، چکن تکہ چپل کباب، شامی کباب مچھلی اور کٹلس وغیرہ دستیاب ہوں گے۔ ''فاران سپیشل'' میں چکن مکھنی کڑاہی، چکن بون لیس مکھنی، چکن پیپر چلی شامل ہیں۔
مختلف تقریبات کے لئے وسیع گراسی پلاٹ اور لذیذ کھانے آرڈر پر تیار کئے جاتے ہیں۔
فاران ریسٹورنٹ پر صبح 10 بجے سے چائے کے لوازمات بھی نہایت عمدہ اور تازہ مثلاً سینڈوچ، کٹلس، پکوڑے مہیا ہوں گے۔ شام کی چائے کا بھی اچھا انتظام ہے۔ دعوتوں اور پارٹیوں کا خصوصی انتظام کیا جاتا ہے۔
فاران ریسٹورنٹ
مبشر مارکیٹ ریلوے روڈ فون: 0476213653
دارالرحمت غربی محمد اسلم: 0331-7729338

STUDY IN GERMANY
Session-July- 2014
Admissions Open
www.ErfolgTeam.com in EXCLUSIVE affiliation with German Universities & Institutes offers you:
1. Quick Package for Universities in Germany
Start learning German language in Germany
Opportunities for Intermediate, Bachelors and Masters students in all fields
FEE PAYABLE DIRECTLY TO THE SCHOOL IN GERMANY
(Starting instalment 2000 Euros from Pakistan)
Time duration for the whole process/embassy appearance: 4 to 6 Months
2. Comfort Package with ErfolgTeam
The candidates who cannot afford the above mentioned package may also apply in comfort package, in which you have to do language in Pakistan beforehand. In this way, save the language fee in Germany. Time duration for the whole process: around 9 months **Study Requirement:** Intermediate, Bachelors or Masters **Language requirement:** 3 to 6 months in Pakistan
Courses also available in English Language
Consultancy +Admission + Documentation / Even after reaching Germany, pick up service from airport till University
Please contact your ErfolgTeam Consultants in Germany
Office Tel: +49 7940 5035030, Fax: +49 7940 5035031
Mob: +49 176 56433243 Email: info@erfolgteam.com Skype ID: erfolgteam
www.erfolgteam.com

ربوہ میں طلوع وغروب 15۔ جنوری

طلوع فجر	5:43
طلوع آفتاب	7:07
زوال آفتاب	12:18
غروب آفتاب	5:29

حب ہمزاد
اعصابی کمزوری کے لئے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH:047-6212434

نوزائیدہ اور شیر خوار بچوں کے امراض
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

البشیرز / اب اور بھی سٹائلش ڈیزائننگ کے ساتھ
پیچ
جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز، ربوہ 0300-4146148
فون شوروم پتوکی 047-6214510- 049-4423173

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092476212515
15 London Rd, Morden Sm4 5Ht
00442036094712

Best Quality PARTS
داؤد آٹوز
ڈیلر: سوزوکی، پک اپ وین، آلٹو، F.X، جیپ، کلٹس
خیبر، جاپان، جینئن جاپان چائنہ اینڈ لوکل سپیئر پارٹس
طالب۔ داؤد احمد، محمد عباس احمد
دعا ۔ محمود احمد، ناصر الیاس
بادامی باغ لاہور 13-KA آٹو سنٹر
فون شوروم: 042-37700448
042-37725205

FR-10